اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین

دنیا کی مادی ترقی اپنے ساتھ جن بلاؤں اور آفتوں کو لے کر آتی ہے ان میں کلچرل بے رہروی سرفہرست ہے اور اس کا آغاز لباس وطعام سے ہوتا ہے۔ مادی ترقی کے نتیجہ میں لباس میں غیر معمولی کمی اور طعام میں غیر معمولی تکثیر وتنوع آجاتا ہے۔ جو شخص قلت وسائل کی بنا پر اپنی خوشحالی کے لئے اللہ سے رجوع کرنے والا اور اس سے یسر کا طلب گار ہوتا ہے معاشی بدحالی ختم ہونے اور یسر آنے پر اللہ کا شکرگزار بننے کی بجائے اللہ کا باغی بننے لگتا ہے۔ یہ تبدیلی ہمارے معاشرے میں بطور خاص دیکھی جاسکتی ہے اور فرمان الٰہی وقليل من عبادی الشکور' (اور میرے بندوں میں سے کم ہی شکرگزار ہیں) پوری طرح سے ہماری سوسائٹی پر صادق آتا ہے۔ لباس انسان کی بنیادی ضرورت ہے کہ انسان کو حیوانات سے ممتاز کرتا ہے۔ ابتدائے آفرینش سے ہی انسان کو لباس میں رکھا گیا حتی کہ آدم وحوا کو بنا کر لباس میں مستور کیا گیا۔ اور پھر جیسے ہی جنت کا وہ لباس شجر ممنوعہ کھانے کے باعث اترا اور ستر کھلنے لگا تو انہیں فوراً اپنے لباس کی فکر ہوئی اور وہ جنت کے درختوں کے پتوں سے اپنے تن ڈھانپنے لگے وطفقا یخصفان علیهما من ورق الجنة ۔ گویا فطری طور پر انسان لباس کا محتاج بھی ہے اور اس سے مانوس بھی۔ جنت میں اس کے قیام کے وقت اسے بے لباس کرنے کے لئے ابلیس نے سازش کی اور دنیا میں بھی وہی اسے بے لباس کرنے کی سازش میں ہر وقت مصروف عمل رہتا ہے۔ آج شہری زندگی میں بطور خاص جدھر نظر ڈالئے بے لباس ہونے کا گویا مقابلہ چل رہا ہے۔ اور میڈیا کا اس میں کردار نہایت شرمناک ہے یوں لگتا ہے جیسے آج کے دور میں میڈیا شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ نیم عریاں لباس میں ملبوس لوگوں کا ٹی وی پر

آنا گھروں میں بیٹھی مکمل لباس والی بچیوں کو بے لباس ہونے کی ترغیب دیتا ہے۔شادی بیاہ کے موقع پر تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے خواتین کا برہنہ سر اور غیر شرعی لباس میں شادی میں شریک ہونا شادی کی دیگر خود ساختہ رسموں اور آداب میں سے ایک لازمی رسم یا ادب ہے۔کہ جس کے بغیر شادی نہ ہو سکے گی۔

اللہ تبارک وتعالی نے لباس کے معاملہ میں انسان کو مختار بنایا ہے لیکن بے لباس رہنے کا اختیار نہیں دیا۔اسلام دین فطرت ہے اس لئے اس نے کسی خاص قسم کے لباس کی پابندی عائد نہیں کی بلکہ انسان کو فطری لباس اختیار کرنے کی آزادی دی ہے اور فطری لباس وہ ہے جو ہر علاقہ و موسم کے لحاظ سے آرام دہ اور استر (یعنی زیادہ باپردہ) ہو۔شرعی لباس کے سلسلہ میں مسلم اسکالرز (علماء وفقہاء) نے قرآن وسنت سے جو رہنمائی فراہم کی اس کے مطابق لباس میں حسب ذیل امور کی رعایت ہونی چاہئے۔

لباس اتنا چست اور باریک نہ ہو کہ جس سے جسم کے اندرونی حصے جھلکتے ہوں اور بطور خاص خواتین کا لباس ایسا نہ ہو کہ جس سے ان کے بدن کے ابھار نمایاں ہوتے ہوں یا باریک ہونے کے سبب بدن دیکھے جاسکتے ہوں۔لباس کا اصل مقصد ستر پوشی اور راحتِ بدنی ہے۔ ہندو پاک کی تہذیب میں خواتین کے لباس میں ساڑھی کا رواج عام ہے مگر ساڑھی سائز میں بڑی ہونے کے باوجود اس طور پر پہنی جاتی ہے کہ جس سے کمر اور پیٹ عموماً ننگے رہتے ہیں اور اس پر ساڑھی پوش خواتین کو کوئی عار محسوس ہوتی ہے نہ شرم۔مجالس میں ان سے ہم کلام ہونے والے مردوں کے سر بھی نہ شرم سے جھکتے ہیں نہ اسے عیب جانتے ہیں۔

لباس کے سلسلہ میں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ کفار کی نقالی اور فساق کا سا تشبہ بھی نہ ہو کہ فرمانِ رسولِ مقبول ﷺ ہے کہ **من تشبہ بقوم فھو منھم** (کہ جو کوئی کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا اللہ کے ہاں اسے اسی قوم میں شمار کیا جائے گا)

اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا بھی غلط نہ ہوگا کہ مسلم قوم کے افراد کو اپنی ثقافت چھوڑ کر غیر مسلم اقوام کی ثقافت اپنانے سے منع کیا گیا ہے۔اور لباس ثقافت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

جس طرح اسلام نے رنگ و نسل کے امتیازات کو ختم کیا ہے اور انہیں مسلم قوم بنا کر مسلم قوم کا رنگ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے ایسے ہی اس نے لباس کے معاملہ میں بھی اپنا رنگ بتا دیا ہے اور دیگر مناسب و پسندیدہ رنگوں سے منع نہیں کیا الا یہ کہ وہ رنگ اچھا ہونے کے باوجود شخصیت کو دھندلا کرتا ہو۔ سفید رنگ کے لباس میں چونکہ شخصیت کا نکھار ہے اور یہ فطرت کے عین مطابق ہے چنانچہ مردوں کے لئے جناب رسالت مآب ﷺ نے سفید رنگ کا انتخاب فرما کر اوران اللہ جمیل ویحب الجمال کا عندیہ دے کر یہ بتا دیا کہ تمہاری شخصیت سفید لباس کی طرح بے عیب اور تمہارا کردار سفید لباس کی مانند بے داغ ہونا چاہئے۔ لباس کے حوالے سے بات اب عام کی جانی چاہئے کہ اسلامی ثقافت میں مرد و خواتین سب کے لئے سر کا لباس بھی ضروری ہے، جناب رسول مقبول ﷺ نے خود ہمیشہ سر پر لباس (عمامہ، ٹوپی، وغیرہ) استعمال فرمایا اور حضور ﷺ کی ازواج مطہرات اور بنات طاہرات نے بھی ہمیشہ سر پر لباس (اوڑھنی، دوپٹہ، جلباب) کا استعمال کیا۔ اور مسلم ثقافت حضور ﷺ اور آپ کے اہل خانہ و احباب کے عمل سے عبارت ہے۔ رب کریم ہمیں مختلف اقوام و ملل کی ثقافتوں اور کثافتوں سے بچ کر اپنی ثقافت کو فروغ دینے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے (آمین)

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

مفتی محمد عبدالعلیم سیالوی صاحب کا

فتاوی دارالعلوم نعیمیه

شائع ہو گیا

خوبصورت جلد، عمدہ کاغذ، نفیس کتابت، اور اہم علمی مسائل پر مشتمل ۲۵۰ صفحات ہدیہ ۱۶۰ روپے

ناشر: ادارہ منشورات نعیمیہ لاہور